بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

باسیانِ وطن عزیز کو درپیش اہم عصری فقہی مسائل میں سے ایک اولڈ ہومز کا مسئلہ ہے، اولڈ ہومز ایسے گھر ہیں جہاں ایسے بوڑھے لوگوں کو رکھا جاتا ہے جو اپنا گھر نہیں رکھتے یا ان کے گھر تو ہیں مگر ان کی اولاد و رشتہ دار انہیں ان گھروں میں رکھنے، سنبھالنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے سے عاجز ہو چکی ہے۔ ان بوڑھے افراد میں اکثر وہ ہوتے ہیں جن کا بڑھاپے میں دماغی توازن درست نہ رہا ہو اور وہ گھر میں غل غپاڑہ کرتے، شور مچاتے، اور مار پیٹ، توڑ پھوڑ کرتے ہوں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی ایسے مرض کا شکار ہیں کہ ان کی وجہ سے گھر میں بیماری پھیل سکتی ہے، اور انہیں گھر کے باقی افراد سے الگ تھلگ رکھنا ضروری ہے......ان میں بعض وہ ہوتے ہیں جن میں مذکورہ بالا امور میں سے کوئی امر نہیں پایا جاتا مگر ان کی نازک مزاج بہوئیں اور ماڈرن پوتے پوتیاں انہیں گھر میں ان کی مزاجی سختی، ترشی، سادگی، یا چڑچڑے پن کی وجہ سے برداشت نہیں کر پاتے۔ اور ان کی بچوں کو آئے روز ڈانٹ ڈپٹ اور دخل در معقولات سے گھر کی مالک خواتین تنگ آچکی ہوتی ہیں وہ انہیں اپنی آزاد خود مختار اور خوشحال زندگی میں ایک خواہ مخواہ کی مصیبت و مداخلت خیال کرتی ہیں اور اپنے شوہر کو باور کراتی رہتی ہیں کہ بڑے میاں نے ان کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔ چنانچہ افراد خانہ کے متفقہ فیصلے سے انہیں ایک دن گھر کی دہلیز سے باہر اور اولڈ ہوم میں داخل کرا دیا جاتا ہے۔

اولڈ ہوم کمزور اور بوڑھے ماں باپ کی گویا آخری پناہ گاہ ہے......اور مما ڈیڈی کلچر کی شدید ضرورت بھی......

یورپ کے مختلف شہروں میں اولڈ ہوم اس وقت سے قائم ہونا شروع ہوئے جب یورپ کا فیملی سسٹم تباہ ہوا، خاندان ٹوٹ گئے اور مشترکہ عائلی زندگی رجوائنٹ فیملی سسٹم کا تصور فرسودہ ہوا۔ چنانچہ طے پایا کہ ایسے مراکز قائم کئے جائیں جہاں بوڑھوں کی دیکھ بھال کا انتظام ہو......پاکستان میں یہ سلسلہ زیادہ پرانا نہیں، تاہم موجودہ دہائی میں اس میں اضافہ ہوا ہے۔ پہلے پہل لوگ محبت و احترام کی وجہ سے والدین کو ہر صورت اپنے ساتھ رکھتے تھے خواہ ان کی صحت کیسی ہی ہو......اب جب سے اولڈ

ہوم زیادہ بننے لگے ہیں تو بہت سے خاندانوں نے یہ سوچنا شروع کردیا ہے کہ والدین کے ضعفِ پیری میں، خرابیٔ صحت کی صورت میں انہیں اولڈ ہوم میں جمع کرادینے ہی میں عافیت ہے...... جوں جوں زمانہ مادی ترقی طے کررہا ہے اور اخلاقی قدریں کمزور پڑتی جارہی ہیں اس طرح کی ایجادات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

اسلام امن وآشتی کا وہ مذہب ہے جس کی نظیر نہیں، اور والدین کا احترام جس قدر اس مہذب مذہب نے سکھایا ہے شاید ہی کسی دوسرے مذہب نے سکھایا ہو...... قرآن کریم میں **وبالوالدین احسانا** کا جملہ اس ساری صورت حال کو سمجھنے اور جاننے کا ایک جامع اصول ہے ...... حسن سلوک کے کیا تقاضے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمادئے یہاں تک کہ ایک صحابی نے اپنی والدہ محترمہ کو اپنی کمر پر لاد کر طویل سفرِ حج کیا، حج کرایا اور پھر حضور ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کیا اب بھی میری ماں کا مجھ پر کوئی حق ہے، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو اس ایک رات کا حق بھی ادا نہیں ہوا جب کسی سرد رات میں تو نے بستر پر پیشاب کردیا تھا اور تیری ماں نے بستر کا بھیگا ہوا حصہ اپنے نیچے کرلیا اور خشک تیرے نیچے بچھادیا..........

اور والد کے بارے میں فرمانِ رسالتمآب ہے۔ **رضاء الرب فی رضاء الوالد وسخطہ وفی سخط الوالد**...... رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے...... (سنن ترمذی، وابن حبان)

اب اگر والد راضی نہ ہوں اور اولاد انہیں جبراً اولڈ ہوم میں جمع کرانا چاہے تو ظاہر ہے کہ اس حدیث کے حکم کی زد میں معاملہ آئے گا...... اور کون والدین ایسے ہوں گے جو برضا ورغبت اپنا گھر چھوڑ کر غیر کے گھر اور وہ بھی جہاں ان کی حیثیت مریض ومسافر کی سی ہے جانا پسند کریں گے ؟...... بہرکیف یہ ایک نازک امر ہے اور اس میں اولاد کے لئے بڑی آزمائش بھی......

والدین کی خدمت کو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر درجہ اسی لئے تو دیا گیا ہے کہ ان کی خدمت میں مشقت کرنا پڑتی ہے اور تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں...... ایک شخص نے حضور ﷺ سے جہاد میں شمولیت کی اجازت چاہی تو آپ نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا جی ہاں، فرمایا تو ان کی خدمت کرو یہی (تمہارا) جہاد ہے...... (بخاری، مسلم، نسائی)

اللہ رب العزت نے والدین کے بڑھاپے میں اولاد کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے

بڑے واشگاف الفاظ میں فرمایا:......اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف و لا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا..........(سورت بنی اسرائیل آیات ۲۳/۲۴)

یعنی اگر ان دونوں (والدین) میں سے کوئی تیری زندگی میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے تو دونوں میں سے کسی ایک کو بھی اف تک مت کہو اور انہیں مت جھڑکو اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو اور ان کے لئے اپنی تواضع وانکسار کے پر ر رحمت سے بچھادو۔اور یہ دعا کرو کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا انہوں نے بچپن میں (محبت سے) مجھے پالا..........ان آیات مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ والدین ایسی جنس ارزاں نہیں کہ جسے بآ سانی اولڈ ہومز بسانے کے کام میں لایا جا سکے بلکہ ان کے بڑھاپے میں ان کی خدمت کرنے اور ان کی مزاجی کمزوریوں کو برداشت کرنے کا حکم ہے اور ان کے لئے دعائیں کرکے ان سے دعائیں لینے کا موقع ہے.....معلوم ہوا کہ قرآن وسنت کے احکام اولڈ ہومز کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔

لہذا اولڈ ہومز میں والدین یا ضعیف العمر بزرگانِ خاندان کا داخل کرانا پسندیدہ امر نہیں ہے اور نہ ہی ترجیح اس کو حاصل ہے بلکہ یہ اس صورت میں ایک آخری حل ہے جب بوڑھے والدین یا والدین کے والدین کو گھر پر ان کی مخدوش صحت کی بنیاد پر یا دماغی امراض کی مصیبت کی بناء پر رکھنا ناممکن ہوجائے اور مستقل ہسپتال میں رکھنا ضروری ہوتو اولڈ ہوم کو ایک ہسپتال تصور کرتے ہوئے ایسا کرنا درست ہوسکتا ہے ......اور بغیر کسی شرعی عذر کے انہیں وہاں بھیجنا کسی صورت بھی جائز نہیں کہ اولاد کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ تادمِ زیست ان کا ہر طرح خیال رکھیں..........

اولڈ ہومز کی انتظامیہ کا فرض ہے کہ ان میں آنے والے معذور، ضعیف العمر، ذہنی مریض اور لاچار قسم کے افراد کی ہر ممکن سہولت اور راحت وآرام کا خیال کرے کہ وہ دوہرے غم کے شکار ہوتے ہیں، ایک تو خرابی صحت یا معذوری کا غم اور دوسرا پوتوں نواسوں اور گھر سے دوری کا غم .. اے اللہ ہمیں اولڈ ہوم کی مصیبت سے بچانا کہ حضورﷺ نے ارذل العمر سے پناہ مانگی ہے......

☆ما مضی فات وما ذھب مات فلا تفکر فیما مضی فقد ذھب وانقضی.☆